HYDERABAD

THE MOHAMMEDAN SOCIAL REFORMER

تہذیب الاخلاق

جلد چہارم] یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۹۰ ہجری سنہ ۱۳۰۴ نبوی [نمبر ۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اطلاع

تشریح قیمت و مصرف منافع

تہذیب الاخلاق

جسقدر روپیہ بابت اِس پرچہ کے بطور چندہ خواہ بطور قیمت وصول ہو وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہوگا بلکہ اِس پرچہ کے اجرا و ترقی میں صرف کیا جاویگا *

مسلمانوں میں سے جو شخص ساتھہ روپیہ سالانہ پیشگی بطور چندہ دے وہ اس پرچہ کے متعلق معاملات میں ممبر متصور ہوگا *

یہہ پرچہ ہر مہینے میں ایک بار یا دو بار یا تین بار جیسا کہ مقتضاے مضامین ہوگا چھپا کریگا خریداروں کو چار روپیہ سالانہ قیمت پیشگی دینی ہوگی اور اخراجات روانگی پرچہ سے اُن کو کچھہ تعلق نہوگا *

اگر کوئی شخص کوئی خاص پرچہ خریدنا چاہیگا اُس کو فی پرچہ چار آنہ معہ اخراجات روانگی پرچہ دینا ہوگا *

ممبروں کو بلا قیمت یہہ پرچہ ملیگا اور اُن کو اُس کی تقسیم کا بھی بلا قیمت جسکو وہ چاہیں اختیار ہوگا *

اطلاع

بخدمت ممبران و خریداران و ناظرین

تہذیب الاخلاق

اِس پرچہ کی بابت جس صاحب کو کچھہ خط و کتابت کرنی منظور ہو یا خریداری اِس پرچہ کی مد نظر ہو یا کوئی مضمون اِس پرچہ میں مندرج ہونے کے لیئے بھیجنا ہو یا زر قیمت اخبار یا زر چندہ یا کچھہ روپیہ بطور ڈونیشن کے عنایت فرمانا ہو تو سید احمد خاں صاحب بہادر سی ایس آئی پاس بمقام بنارس بھیجا جاوے غرضکہ تمام خط و کتابت بابت اِس پرچہ کے اُنھی سے کی جاوے کیونکہ یہہ پرچہ علیگڈہ میں چھپکر اُن کے پاس چلا جاتا ہی اور وہاں سے تقسیم ہوتا ہی اور تمام حساب کتاب اسکا سب اُن کے پاس رہتا ہی *

اس پرچہ میں صرف مضامین مفیدہ جو مسلمانوں سے متعلق ہیں چھاپہ ہوتے ہیں اور اس سبب سے اخبار امصار و دیار اس میں مندرج نہیں ہوتے — مقصود اس پرچہ کے اجرا سے یہہ ہی کہ مسلمانوں کی حسن معاشرت اور تہذیب کی ترقی ہو اور جو غلط اوہام مذہبی اس ترقی کے مانع ہیں اور درحقیقت وہ مذہب اسلام کے برخلاف ہیں وہ بھی مٹائے جاویں *

مضمون نمبر ۱۳۵

عزت

عزت ایک اچها خیال هی جو انسان کي خود اختیاري اچهي خصلتوں کے سبب سے اُس کي بڑائي کي نسبت دل میں پیدا هوتا هی عام اس سے که وه خصلتیں علمي هوں یا عملي ترابي هوں یا قلبي باطني هوں یا ظاهري لازمي هوں یا متعدي پس جو انسان جسقدر اپني خصلتوں کو درست کریگا اور جتنا اچهے خیالوں اچهي باتوں اچهے کاموں اچهي عادتوں سے موصوف هوگا اُتني هي عزت کا مستحق هوگا *

عزت هي وه شي هی جسکے حاصل کرنے کا شوق انسان سے بڑي بڑي سخت محنتیں کراتا هی اور اُسے بڑے بڑے رنج دیتا هی اور جب وه حاصل هوجاتي هی تو انسان اپني زندگي بڑي خوشي سے کاٹتا هی سارے رنج و غم بهول جاتا هی انسان مرجاتا هی اُس کي هڈیاں خاک هوجاتي هیں اُس کي خاک کا نشان بهي نهیں ملتا پر اُس کي عزت نه مرتي هی نه خاک هوتي هی همیشه قایم اور برقرار رهتي هی اور در حقیقت عزت کي گمنامي سے محفوظ رکهه کر انسان کو زنده جاوید رکهتي هی *

عزت در حقیقت ایک نتیجه اچهے کمالات کا اور ایک ثمره عمده صفات کا هی اسلیئے جب تک کوئي کسي کمال سے مکمل اور کسي صفت سے موصوف نه هو وه عزت کا مستحق نهیں هوسکتا اور اسیطرح جو اچهے کمال کا جامع اور اچهي صفت سے متصف هو وه عزت کے استحقاق سے محروم نهیں رهتا *

انسان کے اچهے خیال اچهي باتیں اچهے کام عزت کو ایسا کهینچ لیتے هیں جیسا که مقناطیس لوهے کو یا کهربا گهاس کو وه کسي سے اپني بزرگي و عزت کا طالب نهیں هوتا مگر لوگ خود بخود اُس کي عزت کرتے هیں وه کسي سے اپني تعریف نهیں چاهتا مگر سب اُسکي صفت خود کرتے هیں کیونکه انسان کي اچهي خصلتوں کا یه قدرتي خاصه اور ذاتي تاثیر هی جسے کوئي تبدیل نهیں کرسکتا پر جو شخص اچهے خیال رکهتا هی اچهي صفات کا جامع هوتا هی وه خود اپنے آپ کو اچها جانتا هی اپني آپ عزت کرتا هی وه مغرور تو نهیں هوتا مگر اپنے آپ کو سچي عظمت میں جانتا هی وه کمینه آدمي کي طرح جهوٹي خوشي تو نهیں رکهتا مگر ممدوح خود داري کا خیال رکهتا هی اُس کا دل اُس سچي عزت اور ممدوح خود داري کے سبب سے ایک پر رعب شاهنشاه کي مانند هوتا هی جسے اپني شاهنشاهي پر خود ناز هو اسیواسطے وه مخالفوں کے ذلیل کرنے سے اپنے آپ کو ذلیل نهیں جانتا وه دشمنوں کے حقیر کهه دینے سے اپني حقارت نهیں سمجهتا اُس کا دل ایک سچے آب دار موتي کے موافق جوهري کا طالب تو هوتا هی مگر جهوٹے موتي کي جهوٹي چمک دکهانے سے اپني بے آبروئي نهیں سمجهتا وه لعل بدخشاني کي طرح سلطاني تاج کي خواهش تو رکهتا هی مگر کسي نادان مفلس کے پهینک دینے سے اپني بے قدري نهیں جانتا هو حقیقت سچي عزت ایک قدرتي چشمه کے موافق هوتي هی جسے کوئي خس و خاشاک روک نهیں سکتا اور ایک روشن آفتاب کي مانند هوتي هی جسکي نوراني شعاعوں کو کوئي شپره چشم بند نهیں کرسکتا *

جو شخص کسي قوم میں ایسي عزت کا مستحق هو وه درحقیقت اُس قوم کا مهپول هی جو اپني قوم کے دلوں کو اپنے روشن خیالات کي برکت سے ساري غلاظتوں اور کثافتوں سے پاک صاف کرکے ادیم یمني کي طرح معطر اور منور کردیتا هی یا وه نسیم بهاري کي خاصیت رکهتا هی که اپني نرم و لطیف روح افزا جهونکوں سے اپنے ملک کو باغ ارم بنا دیتا هی جس قوم میں کوئي ایسا شخص نه هو وه خاروں کا ایک گلدسته هی جس میں کوئي پهول نه هو یا ریت کا ایک چٹیل میدان هی جس میں کوئي بارور سایه دار درخت نهو *

عزت کي خوبي جو کچهه هم بیان کریں وه کم هی لیکن جبکه وه موقوف هی انسان کي اچهي خصلتوں پر تو همکو اچهائي برائي کي تحقیق کے اصول بهي بیان کرنا ضرور هی تا که هم اصلي عزت کا ادراک کرسکیں ورنه جب هم دیکهتے هیں که بعضے خیال بعضے کام کسي ایک قوم یا کسي ایک فرقه یا کسي ایک شخص کے نزدیک اچهے سمجهے جاتے هیں اور وه عزت کے سبب تصور کیئے جاتے هیں اور وهي خیال وهي کام دوسري قوم یا دوسرے فرقه یا دوسرے شخص کے نزدیک برے سمجهے جاتے هیں اور ذلت کے باعث هوتے هیں تو اگر اچهائي برائي کي تحقیق کے اصول اور اُن کے اختلافات ظاهر نه کیئے جاویں تو اصلي عزت کي تفهیم بهي مشکل هوجاوے *

اچهائي برائي کي تحقیق کے لیئے یهه ظاهر تین اصول هیں ایک عقل دوسرا شرع تیسرا عرف عام مگر در حقیقت اصل اصول ایک هي هی یعني عقل اور شرع اگر سچي هو تو وه اچهائي برائي کي ظاهر کردینے والي هی اور عقل اُس کي ثابت کردینے والي دونوں میں اختلاف نهیں هی اور عرف عام جسے رسم و رواج کهتے هیں وه في نفسه کوئي چیز نهیں هی مگر هم تینوں سے کچهه کچهه بحث کرتے هیں *

اکثر مذهبي لوگ دعوی کرتے هیں که عقل سے اچهائي برائي کي تمیز نهیں هوسکتي نه وه مذهب کي بتائي هوئي اچهائي برائي

کي حقيقت دريافت کرسکتي هی مگر همارے نزديک يهه اُن کي سمجهه غلطي هی اور يهه قول اُن کا عقل اور مذهب دونوں سے باطل هوتا هی کيونکه مذاهب مختلفه ميں سے ايک سچے مذهب کا تحقيق کرنا اور پهر سچے مذهب کي سچي باتوں کو جهوٹي اور ملائي هوئي لوگوں کي باتوں سے جدا کرنا عقل هي کا کام هی ورنه هر مذهب کي حقيقت اور مذهب کي هر سچي جهوٹي بات کي تصديق لازم هو جسے سواے نادان کے کوئي نه مانيگا پهر سچے مذهب کي خوبيوں کے دريافت کرنے کا عقل هي ايک کامل ذريعه هی اور مذهب نے بهي عقل هي سے کام لينے پر هدايت کي هی افلا تعقلون اور افلا تتذکرون کا خطاب عقل هي کے سبب سے هی انهم لا يعقلون کيا اور اولئک کالانعام کي جهڑکياں عقل سے کام نه لينے هي کے باعث سے هيں پس جو لوگ اچهائي برائي کي تحقيق يا اُس کي تسليم سے عقل کو عاجز جانتے هيں در حقيقت وه انسان کي اُس قوة سے منکر هيں جو خدا نے اُسے بهلائي برائي کے سمجهنے کے واسطے دي هی اُن کے نزديک حيوان اور انسان ميں کچهه فرق نهيں حقيقت ميں ايسے لوگ خود نادان هيں *

جو لوگ عقل کو حسن و قبح اشياء کي تحقيق سے معطل جانتے هيں اُن کو وه اختلاف جو مذهبي باتوں اور عقلي تحقيقاتوں ميں هی اس خيال پر داعي هوا هی مگر اُن سے دو غلطياں هوئي هيں ايک تو اُنهوں نے شخصي اور جزئي عقل کو پيش نظر رکها اور عقل انساني اور عقل کلي کو چهوڑ ديا دوسرے ظاهري اختلافات شرع اور عقل کو اپني عقل کے نقصان کے سبب سے دور نکرسکے اور تحقيق اور تسليم ميں جو فرق بين هی اُس سے بهي واقف نهوے ورنه وه ايسے غلط خيال ميں نه پهنستے اس ليئے اب هم اُن کو بتاتے هيں که هماري مراد عقل سے عقل شخصي نهيں هی بلکه عقل انساني هی جو لوگوں کے تجربه اور تحقيقات اور علم سے کامل هوجاتي هی اور ساري غلطيوں کو دور کرديتي هی اور آخر سچي بات کو ايسا تحقيق کرديتي هی که کوئي اُس سے انکار نهيں کرسکتا *

پهر مذهب کي اچهي باتوں کو گو اول عقل ظاهر نه کرسکے مگر بعد ظاهر هوجانے کے اُس کي اچهائي کو تسليم کرسکتي هی اگر تسليم کي استعداد بهي اُس ميں نهو تو همارے نزديک تکليف شرعي عبث اور عذاب و ثواب فضول هوجاوے اور انسان کو ايمان کي تکليف ايسي هو جيسي کسي جانور کو صنعت اور حکمت کي تکليف دينا معاذالله که خدا ايسي تکليف دے *

خود کسي بات کو تحقيق کرنے اور اُس کے تسليم کرنے ميں بڑا فرق هی جسے هم ايک ظاهري مثال سے بيان کرتے هيں مثلاً خيال کرو که اقليدس نامي ايک دانا حکيم تها اُس نے چند شکلوں کو ايجاد کيا اور اس ترتيب اور مناسبت سے تحرير کيا که جس سے زياده هونا ممکن نهيں اور اُن خطوط و نقوش ميں اُن باتوں کا احاطه رکها که تمام انجنيري کاموں کا مدار اُس پر هی تو اب خيال کرو که اُس کي تحقيق اور هماري اُس کي صحت اور خوبي کي تسليم ميں فرق هی يا نهيں درحقيقت بڑا فرق هی گو هر شخص بلکه لاکهوں ميں سے دس بيس بهي اُسکي سي ايجاد و ترتيب کي استعداد نهيں رکهتے مگر اُس کي صحت اور اچهائي کي تسليم کي عقل سب کو هی پس نادان هی وه جو ايسي تسليم کرنے والي عقل سے منکر هو *

الحاصل هم اس بات پر يقين رکهتے هيں که سچے مذهب نے همکو وهي باتيں بتائي هيں جو في نفسه اچهي هيں اچهے خيال همکو سکهاے اچهي باتيں همکو بتائيں اچهے کام کي همکو تاکيد کي اور چونکه هماري عقل کو اُس کي اچهائي کے تسليم کرنے کي استعداد اور اُس کي سمجهه کي قوت هی پس هم اُسکي اچهائي کو جسے مذهب نے ظاهر کيا اپني عقل سے ثابت کرسکتے هيں اُسي طرح جيسے که اقليدس کي کهينچي هوئي شکلوں کي اپني عقل سے تصديق کرسکتے هيں پهر هماري عقل مذهب کي ظاهري باتوں اور ظاهري لفظوں سے اپنے خيالات کي اصلي پاکي و صفائي اُسي طرح کرسکتي هی جس طرح که هم اقليدس کي لکيروں اور شکلوں سے بڑے بڑے کام انجنيري اور روشني کے اپني سمجهه بوجهه کے کام ميں لانے سے لے سکتے هيں هم اگر مذهب کي ساري باتوں کو ياد کرليں اور اپنے خيال ميں لکهه ليں پر عقل سے اُس کي حقيقت کا ادراک نه کريں تو هماري مثال بعينه ايسي هوگي جيسے که هم تحرير اقليدس کے سارے خطوط و نقوش کو ياد کرليں پر اُسکا مطلب سمجهه کر اُس سے کچهه کام نه ليں اور اسباب کي تحقيق نه کريں که اس شکل و خط کے کهينچنے والے کا اصلي مقصود ان لکيروں ميں کيا تها *

هم اس بحث کو اس وقت نهيں بڑهاتے اور ان دونوں اصول کي مطابقت پر زياده دليل نهيں لاتے کيونکه اسوقت همارا مقصود دوسرا هی اسليئے هم اپنے اصلي مطلب پر رجوع کرتے هيں اور کهتے هيں که جس کسي نے اپنے خيالات اور اپني باتوں کي اچهائي عقل سے ثابت کرلي تو وه ضرور عزت کا مستحق هوگا گو که جب تک اوروں پر اُس کي اچهائي ثابت نهو وه اُس کي عزت نه کرينگے ليکن آخر ايک روز اُس کي عزت هوگي کيونکه کوئي سچي بات جب ايک مرتبه ظاهر هوجاوے رک نهيں سکتي کسي نه کسي دن ظاهر هوتي هی *

بهت سے حکيم فلسفي دانا آدمي گذرے جنهوں نے بهت اچهي باتيں ايجاد کيں اُنکے خيالات اُن کے کام اچهے هوئے مگر مدت تک بهلاے

عزت کے لوگوں نے اُن کی حقارت کی اور اُن کو ذلیل جانا اور اُن سے بمخالفت پیش آئے مگر اُس سچی عزت نے جسکا خیال خود اُن کے دل میں تھا اُن کی خود عزت کی اور اُنہوں نے کسی دن آپ کو ذلیل نہجانا پر آخر جب اُن کے خیالات اور اعمال کی اچھائی ظاہر ہوئی تو مخالفوں نے اُن کی عزت کی اور اپنے آپ ہی کو حقیر جانا اور اپنے مخالفت پر نادم ہوئے پس جس بات کی سچائی اور اچھائی عقل سے ثابت ہو جاوے اُس کا حاصل کرنے والا سچی عزت کا مستحق ہوتا ہے *

اب ہم دوسرے اصول سے بحث کرتے ہیں یعنی شرع سے مذہبی باتوں کی اچھائی ثابت کرنا دو طرح سے ہوسکتا ہے ایک تو جھوٹے مذہبوں میں سے ایک سچے مذہب کی اچھائی پر یقین کرنا دوسرے جو سچا مذہب مان لیا جاوے اُس کی اصلی اور سچی باتوں کو تحقیق کرنا بغیر اس کے کوئی انسان مذہبی عزت کا مستحق نہیں ہو سکتا *

میں بہ نسبت اپنے مذہب اسلام کے جس کی سچائی اور اچھائی پر مجھے یقین ہے دوسرے امر سے کچھ مختصر بحث کرتا ہوں کہ اب ہمارے زمانہ میں مذہبی عزت کا استحقاق کیونکر حاصل ہوسکتا ہے *

اس پر تو غالباً سب مسلمان متفق ہونگے کہ مذہب موجودہ آمیزش سے غلط خیالات اور بے اصل باتوں کے خالی نہیں ہے اور جیسا اُسکے بانی نے ہمکو بتایا تھا ویساہی پاک صاف نہیں ہے اور تحقیق کی ضرورت ہے لیکن تحقیق کے اصول شاید مختلف ہیں ہمارے ہم مذہب کہتے ہیں کہ جو باتیں ابتک مذہب کے لوگوں نے بتائیں اور جیسا خیال خلفاً عن سلفاً چلا آیا اور جن کاموں کو مشہور مذہبی لوگ کرتے آئے اُن کی تائید ہی اصلی مذہب کی اچھائی کے ثبوت کے لیئے کافی ہے اسواسطے وہ لوگ مذہبی عزت کے مستحق ہیں جو ویسے ہی خیال رکھتے ہوں ویسے ہی کام کرتے ہوں اور جو لوگ اُسکے مخالف ہوں وہ از روے مذہب کے ذلت کے مستحق ہیں چنانچہ اسی خیال سے لوگ اُن کی ذلت کرتے ہیں جو نہ اس اصول کو نہیں مانتے اور اپنے مذہبی خیال اور مذہبی چال میں اُن سے موافقت نہیں رکھتے ہمارے نزدیک وہ اس خیال میں معذور ہیں اور تاوقتیکہ وہ اپنی غلطی خیال کے قائل نہوں ایسی تحقیر و تذلیل میں لایق عذر ہیں مگر ہمارے نزدیک یہہ سمجھہ اُن کی صحیح نہیں ہے کیونکہ سچے مذہب کی سچائی صرف اُسی وقت تک باقی رہ سکتی ہے کہ سواے بانی مذہب کے دوسرے کا قول یا عمل مثل بانی مذہب کے نہ مانا جاوے اور کوئی مثل اُس کے معصوم نہ تسلیم کیا جاوے کیونکہ جب ایسا ہوتا ہے تو اصل مذہب کی اصلی باتوں کو آدمی بھول جاتا ہے اور آہستہ آہستہ مذہب ابرکاور بلکہ اندھے کے ٹیڑھی کھیر ہوجاتا ہے یہہ ہم نہیں کہتے کہ مذہب کے جاننے والے یا اُس کے سچے طور پر ماننے والے نہیں ہوئے یا اُن کی باتوں سے ہمکو فائدہ نہیں پہونچا ہم بڑے ہی نامنصف اور نا شکر ہوں بلکہ نادان جو ایسا خیال کریں لیکن ہمکو اپنے مذہب کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا اور اُسی پر اپنی نظر اپنا خیال جمانا چاہیئے اور لوگوں کی تحقیقاتوں سے صرف استفادہ کرنا چاہیئے نہ کہ اُسکا کامل اتباع اور پوری تقلید کیونکہ جب ہم ایسا کرینگے تو وہ صاف نورانی شعاعیں مذہب کی ہمارے دل پر نہ پڑینگی جنکو مذہب نے ساری دنیا کے روشن کرنے کے لیئے ظاہر کیا ہے اور ہمارے خیال لوگوں کے حجاب اور پردہ کی آڑ سے تاریکی میں پڑجاوینگے کیونکہ سب مذہبوں میں ایسا ہی ہوا ہے اور اُسکی نشانیاں ہمارے مذہب میں بھی موجود ہیں *

پس ہمارے نزدیک مذہب بھی اُسی کی عزت کریگا جو نہ مذہب کی عزت کرے اور مذہب کی عزت یہہ ہے کہ وہ اپنی سچائی پر قائم رہے اس لیئے ہمارے نزدیک وہ لوگ مذہبی عزت کے مستحق ہیں جو نہ مذہب کی سچائی ظاہر کرنے اور اُسکی اچھائی ثابت کرنے پر مستعد ہوں اور جنکے مذہبی خیالات لوگوں کی پیروی سے جنکے مذہبی اعمال عامیوں کے چال چلن کی ملاوٹوں سے پاک و صاف ہوں *

جو لوگ مذہب کی جھوٹی باتوں کو مذہب سمجھتے ہیں اور اور مذہب کی خوبیوں کو چھپاتے ہیں اور غلطی سے اپنے آپ کو مذہبی عزت کا مستحق جانتے ہیں حقیقت میں وہ جھوٹی عزت کا دعوے کرتے ہیں اُن کی عزت اُسی قدر ہوسکتی ہے جتنی کہ قلب زر اندود سکہ کی کہ سواے نام اور شکل کے سچائی سے خالی اور عیار و محک سے ہمیشہ خایف ہے مگر جو لوگ مذہب کو مذہب کے طور پر اُس کے بانی کی مرضی کے موافق مانتے ہیں اُن کی عزت ایسی ہی ہوسکتی ہے جیسے کہ سونے کے ایک خالص ٹکڑہ کی جسے نہ نام و شکل پر دعوے سچائی کا ہے بلکہ اپنی ذات اور اپنی سچائی پر وہ ہمیشہ عیار و محک کا طالب ہوتا ہے وہ اپنی صفائی کے امتحان کرنے کا خواہاں ہوتا ہے *

اگلے زمانہ میں بھی بعض بعض ایسے مذہبی عزت کے مستحق گذرے ہیں مگر جھوٹی عزت رکھنے والوں نے اُن کی بڑی تحقیر کی اور بجاے عزت کرنے کے اُن کو ذلیل جانا مگر آخر اُن کی سچی عزت ظاہر ہوئی اور وہ اپنے استحقاق سے محروم نہ رہے *

اب ہم تیسرے اصول سے بحث کرتے ہیں یعنی عرف عام سے چنانکہ یہہ اصول بے بنیاد و پامال ہے اور اچھائی برائی کی تحقیق

کا مزاحم ہی ویسا ہی وہ نہایت جاری اور مروج ہی بلکہ ہمارے زمانہ میں تو وہی معیار امتحان ہی *

ہمارے ہم مذہب رسم و رواج ہی کو شرع اور عقل سمجھتے ہیں اور اُسی کی موافقت اور مخالفت کو اچھائی برائی جانتے ہیں ان کے نزدیک وہی شخص عزت کا مستحق ہی جو کہ اُن اچھی باتوں پر چلتا ہو جسے سب لوگ اچھا جانتے ہوں گو وہ عقل کے مخالف ہوں یا مذہب کے *

ہمارے ہم قوم بڑی ہی ذلت اور حقارت کی نظر سے اُسے دیکھتے ہیں جو کہ رسم کا پابند نہو گو وہ کیسا ہی عقل اور مذہب کا پابند ہو اُن کے نزدیک رسم کی مخالفت ہی ایک برا خیال ہی جس کے سبب سے انسان بڑی تحقیر اور ذلت کا مستحق ہوتا ہی *

پھر اگر ہماری قوم نے سوچ سمجھہ کر کچھہ رسمیں جاری کی ہوتیں اُن کی برائی بھلائی تحقیق کرکے اُن پر عامل ہوئی ہوتی تو بھی کچھہ کہنا اُن کا لایق لحاظ کے ہوتا پر افسوس ہی کہ وحشیانہ تمدن اور عامیانہ چلن نے جاری ہونے سے پہلے اُس کا لحاظ نہ کرایا اور اب نادانی اور جہالت نے تحقیق سے منع کردیا لیکن جو لوگ اب اس کی تقدیم پر متوجہ ہیں اور جن کو ہماری قوم نہایت ہی ذلت کی نظر سے دیکھتی ہی اُمید ہی کہ اپنی محنت کا ثمرہ پاویں اور اُن کی سچی عزت اُن کے مخالفوں کے دل میں ایسی سما جاوے جیسے کہ روشنی ایک تاریک گھر میں جب کہ اُس کا بند دروازہ توڑ دیا جاوے *

راقــــــــم
مہدی علی

نمبر ۱۳٦

موجودہ تعلیم و تربیت کی شبیہ

ایک روز خیال نے مجھے عالم مثال تک پہونچایا اور اُس طلسم کدہ کو جہاں سب چیزوں کی شبیہہ اور تمام حالتوں کی تصویر مصور قدرت نے کھینچ رکھی ہی دکھایا درحقیقت اُسے میںنے ویسا ہی پایا جیسا کہ سنا کرتا تھا بلاشبہہ وہ ہماری حالتوں کا آئینہ اور ہمارے خیالوں کی تصویر کا مرقع ہی *

جب میں اُس طلسم خانہ کے مغرب جانب پہونچا تو ایک چار دیواری دیکھی جو میرے خیال سے بھی زیادہ بلند اور میرے حوصلہ سے بھی زیادہ وسیع اور میری ہمت سے بھی زیادہ مضبوط تھی قدرت نے ایسا سنہرا رنگ دیا تھا کہ جب سورج کی کرن اُسپر پڑتی تو وہ دیوار زر نگار کندن کی طرح ایسی چمکتی جس سے آنکھوں کو چکاچوند ہوجاتا اُس دیوار کے چاروں طرف پھرا پر میںنے دروازہ نہ پایا مگر ایک جگہہ ایک بڑی نہر دیکھی جو دیوار کے نیچے سے اندر جاتی ہی اور ایک بلندی پر چشمہ دیکھا جس سے نہر میں پانی گرتا ہی *

میںنے وہاں ایک رفیق پایا جسکا نام خرد تھا اُس سے حقیقت اُس کی پوچھی تو اُس نے کہا کہ اس کے اندر ایک ایسا پر فضا باغ ہی جسے جنت عدن بھی دیکھے تو شرمندہ ہو اور نہر اور اُسیکے شاداب کرنے کے لیئےبنائی گئی ہی تب تو مجھے اندر جانے کا شوق ہوا اپنے رہنما سے دروازہ کا نشان پوچھا اور میںنے اُس کی کامل اطاعت اور پوری تابعداری کی تب اُس نے پانچ برس کے بعد دروازہ بتایا میں اُس دروازہ کی محراب کی بلندی اور اُسکے طاق اور کنگرہ کی خوبی کیا بیان کروں میں جاتے ہی بیتابانہ دوڑنے لگا اور باغ کی سیر سے سیر ہونا چاہا میری اس بوالہوسی پر میرا رہنما ہنسا اور کہا کہ اے نادان دروازہ تو پانچ برس کی محنت کے بعد پایا اس باغ کی سیر ایسی کیا آسان ہی جسکا ایک کنارہ ازل اور دوسری حد ابد ہی *

خیر میںنے ہوس کو روکا اور جس چال سے خرد نے چلایا چلا کئی برس کے بعد چند کیاریاں اُس باغ کی دیکھہ پائیں مگر اُن کی خوبی اور لطافت میرے بیان سے باہر ہی ہر چمن قدرت کا کارخانہ اور صنعت کا تماشہ تھا اُس باغ کے سبزہ کا مستانہ جھومنا قمری کی آواز بلبلوں کا پھولوں پر گرنا پھولوں کا کھلنا کلیوں کا چٹکنا نرگس کی نظر بازی شمشاد کی سروقدی نے مجھے ایسا مست کردیا کہ اپنے ہوش و حواس میں نرہا *

میں چندے اُس باغ میں رہا پر مجھہ کو اپنی صورت کا کوئی رفیق نہ ملا جس سے دل بہلاتا اور اس باغ کی بہار اُڑتا آخر اپنی تنہائی سے گھبرایا اور باہر نکلا کہ کوئی مجھہ سا ملے تو یہاں لاؤں اور اپنا دل خوش کروں *

میں اُس باغ میں سے نکلکر برسوں اسی تلاش میں پھرا لیکن کوئی نہ ملا آخر بعد چند سال کے مشرق کی طرف مجھے ایک چاردیواری نظر پڑی جسکی صورت بھی ویسی ہی تھی اور نہر بھی ویسی ہی اور چشمہ بھی ویسا ہی تھا جہاں سے وہاں نکلا تھا مگر دروازہ ٹوٹا ہوا دیوار شکستہ اور کچھہ نئی قسم کے آدمی آتے جاتے نظر آئے میںنے اپنے رہنما سے پوچھا کہ یہہ تو وہی باغ ہی مگر کیا سبب کہ نہ دیوار کی وہ خوبی و خوشنمائی ہی نہ دروازہ کی وہ رفعت و شان ہی چشمہ بھی میلا نظر آتا ہی پانی کی بھی صورت بدلی ہوئی ہی اُس نے کہا کہ یہہ وہ باغ نہیں ہی دوسرا ہی مگر پہلے اُسی باغ کی طرح آراستہ تھا خزاں کی ہوا نے اُسکو مرجھا دیا اور زمانہ کے انقلاب نے پامال کردیا *

جب میں باغ کے اندر گیا تو چمن کے نشان کچھہ نظر آئے مگر نہ وہ صفائی نہ وہ خوبی نہریں بھی کچھہ بہتی معلوم ہوئیں مگر نہ پانی کی وہ لطافت نہ وہ شیرینی پھول جتنے تھے وہ سب کملائے ہوئے میوے جسقدر تھے وہ سڑے بڑے ہوئے سبزہ کے زمردیں رنگ

پر سیاہی چھائی ہوئی تھی گلوں کی سرخی پر زردی آگئی تھی نسیم کے بدلے صرصر کی تندی پریشان کرتی تھی بلبلوں کی جگہہ زاغ و زغن کا شور ہورہا تھا نرگس اپنی پھوٹی آنکھہ سے حسرت کی نگاہ کر رہی تھی حوض کی آنکھہ اپنی خشکی پر رو رہی تھی *

میں باغ میں پھرتے پھرتے نہر کے کنارے پہونچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ چند خوبصورت خوش شکل ماہرو نوجوان آئے اور اُس نہر میں پانی پینے اور غوطہ لگانے لگے جب وہ نہا دھوکر اُس سے نکلے تو اُن کے چہرہ بدلے ہوئے نظر آئے نہ وہ شکل و شمایل تھی نہ وہ نزاکت و نرمی اور ہر ایک کے دو دو سینگ نکل آئے تھے وہ نہر سے نکلتے ہی ایک دوسرے پر حملہ کرنے اور سینگ سے سینگ لڑانے لگے یہانتک لڑے کہ کسی کا سینگ ٹوٹا کسی کا چہرا بگڑا کسی کا غصہ سے چہرہ لال ہوا کسی کا کف موتہہ سے اوڑکر منھہ تک پہونچا کسی کی گردن کی رگیں مارے غصہ کے تن گئیں کسی کے موتہہ سے آواز غضب کے سبب سے نہ نکلی اسیطرح وہ وحشیانہ لڑائی لڑتے ہوئے ایک عالی شان مکان کی طرف چلے میں بھی ساتھہ ساتھہ ہولیا کہ دیکھوں کیا ہوتا ہی وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نصف وحشی نصف انسان جس کا چہرہ آدمی کا دم طاؤس کی موتھہ چڑیا کا پیٹ بیل کا چال اوداوی کی ایک وقاہن سفید کی ڈھال اوڑھے ہوئے کبوتر کی طرح غٹرغوں غٹرغوں کررہا ہی جب وہ سب نوجوان اُس کے پاس پہونچے تو اُس کے آگے کو بڑے اُس نے ایک کریہہ ہولناک آواز سے اُن کو پکارا اور آپس کے جھگڑے کا حال پوچھا اُن لوگوں نے کچھہ ایسی بولی میں اُسے جواب دیا کہ میں نہ سمجھا مگر یہہ دیکھا کہ اُس وحشی آدمی نے کچھہ خوش ہوکر کسی کا موتھہ چوما اور کسی کو پیار کیا اور کسی کو سرچڑھا لیا *

میں اس معاملہ کو دیکھہ کر حیران ہوا اور پناہ مانگتا باہر نکلا اور اپنے رہنما سے اس اسرار کی خبر پوچھی اُس نے کہا کہ اس نہر کے پانی کی ایسی ہی تاثیر ہی کہ سب ایسی شکل کے ہو جاتے ہیں جیسا کہ وہ نصف وحشی نصف انسان تمنے دیکھا ہی یہہ نوجوان نازک ماہرو لڑکے بھی جب زیادہ پانی پینگے خوب غوطے نہر میں لگاوینگے ایسے ہی ہو جاوینگے اور جو کچھہ لڑائی تم نے دیکھی یہہ لڑائی نہ تھی بلکہ اُن کا علمی مباحثہ تھا جس کے لفظ بھی تمہاری سمجھہ میں نہ آئے *

جب میںنے اس تاثیر کا سبب پوچھا تو رہنما مجھے چشمہ کے کنارہ پر لیگیا وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ دہانہ پر چشمہ کے دو چشمہ آکر ملے ہیں ایک تو سیدھا چلا گیا ہی جو کہ نہایت صاف اور پاک اور خوشگوار ہی دوسرا خم و پیچ سے گیا ہی جس میں جا بجا ڈالے نالے ملتی گئی ہیں جو کہ سب کثیف اور میلے اور ناپاک ہیں مگر پہلے چشمہ کے دہانہ پر ایک پتھر کی چٹان اڑگئی ہی جس سے صاف

پانی نہیں آسکتا مگر دوسرا چشمہ کھلا ہوا ہی اُسی کا میلا بدبودار زہریلا پانی گرتا ہی اور وہی باغ میں جاتا ہی جس کی تاثیر سے آدمی مسخ ہو جاتے ہیں *

جب میںنے اُن چشموں کا حال پوچھا تو خرد نے تحقیق نامی رفیق کو میرے ساتھہ کردیا اُس کے ساتھہ میں اُن دونوں چشموں کی حقیقات دریافت کرنے کو چلا مدت بعد سب حال دریافت کرکے اس فکر میں پڑا کہ اس پتھر کی چٹان کا حال کس سے پوچھوں تب تاریخ نامی ایک روشن ضمیر ملا اُس نے کہا کہ ہزار برس ہوتے ہیں تب میں اس باغ میں آیا تھا نہایت تر و تازہ اور سبز و شاداب تھا جیسا وہ باغ جو تم نے اول دیکھا ہی اس باغ کی نہروں میں صاف چشمہ کا پانی آتا تھا اور گدلے چشمہ پر پتھر رکھا ہوا تھا مگر سرکتے سرکتے اب وہ صاف چشمہ پر آگیا ہی *

تب تو میںنے خیال کیا کہ اس پتھر کو ہٹا دوں چنانچہ میں ہمت کو ساتھہ لیکر چلا مگر چند خونخوار وحشی درندوں نے مجھہ پر حملہ کیا اور پتھر سرکانے پر مجھے موت کا خوف دلایا میں جان بچاکر ہٹا لیکن میرے رہنما نے کہا کہ اور بھی تیری طرح اس ارادہ پر آئے مگر اِن کے خوف سے بھاگ گئے میں تجھے ایک مشعل دیتا ہوں جس کی روشنی سے یہہ اندھے ہوکر بھاگ جاوینگے چنانچہ بصیرت کی مشعل اُس نے مجھے دی دوسرےقدم جب میں وہاں مشعل لیکر پہونچا تو کوئی میرے پاس نہ آیا آخر میں بفراغت پتھر سرکانے لگا پر وہ ایک مجھہ سے کب سرکتا تھا میں تھک کر بیٹھہ رہا کہ ہمدردی نامی واعظ میرے سامنے آیا اور کہا کہ مجھے اجازت دو تو تجھہ مدد کرنے والے لے آؤں میںنے خوش ہوکر اُس کا شکر کیا اور بڑے زور شور سے اُسے اپنی ہی سی صورت و شکل والوں پاس بھیجا پر افسوس کہ بہت کم لوگوں نے اُس کی بات سنی جو لوگ اس نہر کا پانی پی چکے تھے وہ تو مارنے دوڑے اور جو لوگ ابھی اُس سے بچے ہوئے تھے اُن کے کان بہرے تھے اُنہوں نے کچھہ نہ سنی آخر وہ با حسرت و یاس واپس آیا اُس کے لوٹنے کے بعد میںنے چاہا کہ اس خیال کو چھوڑ دوں اور وہ پتھر جیسا رکھا ہی ویسا ہی رہنے دوں پر استقلال نامی ایک رجز خوان نے میرا دل بڑھایا اور مجھے ایک تدبیر بتائی اُس نے کہا کہ میںنے ایمان نامی فقیر سے سنا ہی کہ اس چشمہ کا ایک کوہ نے والا ہی وہ سب مشکل حل کرسکتا ہی مگر بڑی مشکل سے انسان کی رسائی اُس تک ہوسکتی ہی اُس کی راہ میں اول تو مصیبت کا ایک بڑا میدان لق و دق ملتا ہی جہاں سوائے آنکھہ کے پانی کے پینے کو بھی کچھہ نہیں اگر اُس سے بچ گئے تو رسوائی و بدنامی کے سات سمندر ملتے ہیں جہاں صبر کی کشتی بدونہہ نشتی کے سوا عبور کا کوئی ذریعہ نہیں تب دروازہ اُس کا ملتا ہی جہاں اخلاص کی نذر پیش کش کرنی پڑتی ہی اور دعا کے پاک صاف

ہاتھوں کے ذریعہ سے پہونچائی جاتی ہی تب وہ نذر قبول ہوتی ہی اور اجابت کا خلعت ملتا ہی گو کہ کبہی ایسا بہی ہوتا ہی کہ برسوں نذر کی قبولیت کی نوبت نہیں آتی پس اگر تمکو اس پتھر کے سرکانے کی خواہش ہی تو وہاں تک جاؤ اگر اُس تک تمہاری رسائی ہوئی اور اُس نے تمہاری نذر لیلی تو وہ اقبال کو تمہارے ساتھہ کریگا جب تم لوگوں کے سامنے کروگے سب کی آنکھیں کھل جاوینگی جنکی کہ وہ اب بند ہورہی ہیں تب وہ اپنے سوکہے ہوئے باغ کو دیکھکر تعجب کرینگے اور تمہارے ساتھہ پتھر سرکانے پر مستعد ہونگے آخر چند ہی روز میں کالے چشمہ کا پانی بند کرکے صاف چشمہ کے پانی سے اپنی نہریں بہر لینگے اور اپنے باغ کو پہلے سے بہی زیادہ سرسبز اور شاداب کرینگے اور تب تم دیکھوگے کہ یہہ سوکہا ہوا باغ اُس بڑے باغ سے بہی تمہاری نظروں میں زیادہ سرسبز اور خوشنما معلوم ہوگا کیونکہ نہ وہ باغ تمہارا باغ ہی نہ وہاں کوئی تمہارا ہی اور یہہ باغ تمہارا ہی ہی اور سب تم سے ہیں میںنے اُس رفیق کا شکر کیا اور اُس کے کہنے کے مطابق چلا کہ دیکھوں اب کیا ہوتا ہی *

جب میں عالم مثال سے لوٹا اور لوگوں سے یہہ قصہ کہا تو وہ سب ایک ایک لفظ کی حقیقت مجھہ سے پوچھنے لگے میں صرف یہہ کہکر کہ جو باغ ہرا بہرا میںنے مغرب میں دیکھا وہ علوم و فنون جدیدہ کا باغ ہی جس کے پھل پھول اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں پر ہمارا دل بہلانے والا کوئی وہاں نہیں ہی اور جو باغ خشک میںنے مشرق میں دیکھا وہ ہمارے ہی علوم قدیمہ کا باغ ہی جسکی ویرانی اور خزاں کی کیفیت ہمارے سامنے ہی وہ پتھر جو سر چشمہ پر آگیا ہی جہالت ہی وہ ندی نالے گندے پانی کے رسم و رواج کی پابندی ذہنی تعصب علم نما نادانی جہوٹا زہد جہوٹی شیخی جاہلانہ تقلید عامیانہ غلامی غرور انگیز عداوت وحشیانہ تعلیم و تربیت ہی جنکے نتیجے مسخ الساقین ہی جو کہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور جسکا علاج اب ہم سوائے دعا کے کچھہ نہیں پاتے *

راقــــــم
موحدی علی

نمبر ۱۳۷

مسجد میں جوتا پہنے نماز پڑھنا

چند روز ہوئے کہ تہذیب الاخلاق میں ایک مضمون تہذیب الایمان سے چہاپہ کیا تہا جس کا مطلب یہہ تہا کہ جوتہ پہنے ہوئے مسجد میں جانا اور جوتا پہنے ہوئے نماز پڑھنا صرف جایز ہی نہیں ہی بلکہ سنت ہی مگر ہم دیکھتے ہیں کہ لوگوں کو ابہی تشفی نہیں ہوئی اور وہ بدستور اُن لوگوں پر طعنہ کرتے ہیں جو کبہی کبہی جوتہ پہنے ہوئے نماز پڑہ لیتے ہیں اور جوتہ پہنے ہوئے مسجد میں جانے کو تو ایک قیامت جانتے ہیں اس لیئے ہم اُن کی تشفی کے لیئے متعدد روایتیں اہل سنت و جماعت کی معتبر کتابوں سے لکھتے ہیں جس سے بخوبی ثابت ہی کہ جوتہ پہنے مسجد میں جانا اور جوتہ پہنے نماز پڑھنا سنت ہی اور جو شخص اُن لوگوں پر طعنہ کرتا ہی جو جوتہ پہنے نماز پڑہ لیتے ہیں وہ گنہگار ہوتا ہی کیونکہ عادت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے جوتہ پہنے نماز پڑھنا اور مسجد میں جانا ثابت ہی *

ابن عدی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتہ کو زینت نماز فرمایا ہی اور اُسے پہنکر نماز پڑھنے کی اجازت دی ہی کما روی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم خذوا زینۃ الصلوٰۃ قالوا و ما زینۃ الصلوٰۃ قال البسوا نعالکم فصلوا فیہا عقیلی اور ابوالشیخ اور ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت انس سے روایت کی ہی کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فی قول اللہ عز وجل خذوا زینتکم عند کل مسجد ای صلوا فی نعالکم یعنی پیغمبر خدا کے اس قول میں کہ زینت سے ہر مسجد میں جایا کرو یہہ فرمایا ہی کہ جوتہ پہنکر نماز پڑھا کرو ابن مردویہ نے مرفوعاً روایت کی ہی کہ مما اکرم اللہ بہ ہذہ الامۃ لبس نعالہم فی صلواتہم کہ منجملہ اُن باتوں کے جو خدا نے اس امت کی بزرگی کے لیئے دی ہیں جوتہ پہنکر نماز پڑھنا ہی ابو داؤد اور حاکم نے شداد ابن اوس سے یہہ حدیث روایت کی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالفوا الیہود فانہم لا یصلون فی خفافہم ولا فی نعالہم کہ مخالفت کرو یہود کی کہ وہ موزہ اور جوتہ پہنکر نماز نہیں پڑھتے اور اور بیہقی اور ابن حبان اور طبرانی نے بہی ایسی ہی روایت کی ہی بخاری نے انس سے روایت کی ہی کہ اُن سے کسی نے پوچھا کہ پیغمبر خدا جوتہ پہنکر نماز پڑھتے تہے اُنہوں نے کہا ہاں اور مسلم اور نسائی اور ترمذی نے بہی ایسی ہی روایت کی ہی *

بعض علما نے ان احادیث سے ثابت کیا ہی کہ جوتہ پہنکر نماز پڑھنے کی عادت معمولی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تہی جیسا کہ فتح المتعال میں لکھا ہی و اما صلوٰتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی نعلیہ فالظاہر انہ کان فی المسجد فان فی الصحیحین وغیرہما عن سعید بن یزید قال سالت انس ابن مالک کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی نعلیہ فقال نعم و ظاہرہ ان ہذا کان شانہ و عادتہ المستمرۃ دایما کہ مسجد میں جوتہ پہنکر نماز پڑھنے کی آپ کی مدامی عادت تہی * حنبلی اسی وجہہ سے جوتہ پہنکر نماز پڑھنے کو سنت کہتے ہیں جیسا کہ ردالمحتار میں لکھا ہی کہ واخذ جمع من الحنابلۃ انہ سنۃ *

مسجد میں جوتا پہنے نماز پڑھنا

یکم جمادی الاول سنہ ۱۲۹۰ ہجری
سنہ ۱۳۰۳ نبوی

مسجد میں جوتا پہنے نماز پڑھنا

بعض لوگ یہہ فرماتے ہیں کہ جو جوتہ پہنکر سڑکوں اور گلی کوچوں میں پہرتے ہیں اُس کو مسجد میں لیجانا اور نماز پڑھنا جایز نہیں ہی وہ جوتہ مسجد میں لیجانا جایز ہی جس کے اوپر ایک اور جوتہ یا موزہ یا کوئی چیز ہو تاکہ جوتہ نجاست سے محفوظ رہے مگر یہہ غلطی ہی جیسا کہ ردالمحتار میں لکھا ہی ولو کان یمشی بہا فی الشوارع لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ کانوا یمشون بہا فی طرق المدینۃ ثم یصلون فیہا یعنی اُسی جوتہ کو جسے پہنکر سڑکوں اور راہوں پر چلتے ہیں نماز پڑھنا جایز ہی اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مدینہ کی گلیوں میں جوتہ پہنے پہرتے تہے اور اُسی سے نماز پڑہتے تہے *

ابوداود اور ابن حبان اور حاکم اور عبد ابن حمید اور اسحق ابن راہویہ اور ابو یعلی موصلی نے ابی سعید خدری سے روایت کی ہی کہ حضرت نے نماز میں جوتہ اوتار ڈالا تو صحابہ نے بہی اپنے جوتے اوتار دیئے حضرت نے بعد نماز کے صحابہ سے پوچھا کہ جوتے کیوں اوتار ڈالے اُنہوں نے جواب دیا کہ ہم نے آپ کی تقلید کی تب فرمایا کہ مجہی جبرئیل نے خبر دی کہ میرے جوتوں میں نجاست لگی ہوئی ہی اسلیئے میں نے اوتار ڈالے اور یہہ فرمایا کہ تم مسجد میں آنے کے وقت اپنے جوتوں کو دیکھہ لو اگر کچہہ نجاست لگی ہو تو پونچھہ ڈالو اور جوتہ پہنکر نماز پڑھو الفاظ ابوداود کے یہہ ہیں ثم قال اذا جاء احدکم المسجد فلینظر فان رای فی نعلیہ قذراً او اذی فلیمسحہ ولیصل فیہا *

اگلوں میں سے بہی بعض خیالی ادب کرنے والے ایسے گذرے ہیں جنہوں نے اس فعل کو مکروہ جانا مگر علما نے اُنکے قول کو رد کیا جیسا کہ علامہ مصری نے فتح المتعال میں لکہا ہی الذی یتوجہ ہو انہ لا وجہ لکراہۃ الصلوۃ فیہا لثبوت فعل ذلک من اصحاب الشرع و اما الافضلیۃ فان اراد بہ اقتداء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنعم والا فہو فعل مباح من الرخص الشرعیۃ ہذا ہو الذی علیہ المحققون من الفقہاء والمحدثین کہ قول راجح یہہ ہی کہ کوئی وجہہ جوتہ پہنکر نماز پڑھنے میں کراہت کی نہیں ہی اسلیئے کہ اصحاب شرع سے یہہ فعل ثابت ہی باقی رہی افضلیت پس اگر جوتہ پہنکر نماز پڑھنے سے مقصود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اقتدا ہی تو بلاشبہہ جوتہ پہنکر نماز پڑھنا افضل ہی ورنہ یہہ فعل مباح ہی منجملہ مباحات شرعیہ کے اور یہی قول منصوص ہی محققین فقہا اور محدثین کا *

لوگ تعجب کرینگے کہ جوتہ میں تو نجاست لگتی رہتی ہی تو نجس چیز کو مسجد میں لیجانا یا اُس سے نماز پڑھنا کیونکر جایز ہوگا مگر اُن کو چاہیئے کہ اپنے ہی محدثین کی روایت کی ہوئی حدیثوں کو دیکہیں اور ہم سے نہ پوچہیں کیونکہ احادیث سے ثابت ہی کہ اگر جوتہ میں کچہہ نجاست بہر جاوے تو رگڑ ڈالنا اور مٹی سے مل دینا ہی اُس کی طہارت ہی جیسا کہ ابوداود نے روایت کی ہی اذا وطی احدکم بنعلیہ فطہور ہما التراب اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں لکہا ہی کہ اذا وطی احدکم بنعلیہ فان التراب لہ طہور ابوداود نے روایت کی ہی کہ ایک عورت نے آنحضرت سے پوچہا کہ ہم جس راہ سے مسجد کو آتے ہیں وہ راہ نجس اور غلیظ رہتی ہی تو جب پانی برسے تو ہم کیا کریں آپ نے فرمایا کہ کیا نجاست کے بعد صاف جگہہ نہیں ملتی اُس نے کہا کہ کیوں نہیں تو آپ نے فرمایا کہ ہذہ بہذہ یعنی پس جگہہ صاف پر قدم رکہنا نجس جگہہ کی نجاست دور کرنے کے لیئے کافی ہی *

حافظ ابو زرعہ عراقی شافعی نے بہی ایسا ہی فتوا دیا ہی *

بعض فقہا نے لکہا ہی کہ جو نجاست ایسی ہو کہ جسکا جرم نہ ہو مثل پیشاب و شراب کے اگر وہ جوتہ میں لگ جاوے تو بے دہوئے پاک نہیں ہوتی مگر یہہ اُن کی خیالی طہارت ہی نہ مطابق حدیث کے کیونکہ مٹی سے رگڑ دینا ہی اُسکی پاکی کے لیئے کافی ہی اور یہہ مسئلہ فقہا کا خود امام ابو حنیفہ صاحب اور قاضی ابو یوسف کے فتوی کے خلاف ہی جیسا کہ قاضی ابو علی نسفی نے امام ابوبکر محمد بن فضال سے روایت کی ہی کہ انہ قال اذا اصاب نعلیہ بول او خمر ثم مشی علی التراب او الرمل حتی لزق بہ بعض التراب وجف ثم مسحہ بالارض یطہر عند ابی حنیفۃ وہکذا ذکرہ الفقیہ ابو جعفر عنہ و عن ابی یوسف مثل ذلک الا انہ لم یشترط الجفاف اُنہوں نے فتوی دیا ہی کہ اگر جوتہ میں شراب یا پیشاب لگ جاوے پہر مٹی پر چلے یا ریت پر اور کچہہ مٹی یا ریت جوتہ میں لگ جاوے اور خشک ہوجاوے اور پہر وہ پونچھہ ڈالی جاوے تو بس جوتہ پاک ہوگیا امام ابو حنیفہ کے نزدیک اور ابو جعفر نے بہی امام ابوحنیفہ سے اس مسئلہ کو منقول کیا ہی اور قاضی ابو یوسف نے بہی یہی فتوی دیا ہی مگر اُنہوں نے خشک ہوجانے کی شرط نہیں کی *

بعض آدمی خلع نعلین کے حوالہ سے جوتہ اُتارنے کو ادب تصور کرتے ہیں اور اگلے لوگوں میں سے بہی بعض نے ایسا شبہہ کیا تہا مگر شکر خدا کا ہی کہ اگلے ہی عالموں نے اُسکی صفائی ظاہر کردی جیساکہ فتح المتعال میں ہی ان امر خلع النعل لموسی لا دلالۃ لہ علی کراہۃ دخول المسجد متنعلا و لو دل علیہ بالفرض فلا یضرنا لوجود مایتسخہ فی شریعتنا و من ہہنا ظہر سقاطۃ مافی منیۃ المصلی *

یہہ سب حدیثیں اور روایتیں جنکو ماننا مقلدین پر فرض ہی کیونکہ اُنہیں کے مقبولہ عالموں نے نہ صرف روایت کی ہیں بلکہ اُس پر فتوی دیا ہی ایک طرف رہینگی اور ہمارے ہندو مسلمان توبہ توبہ ہند کے مسلمان اپنی ہی رسم پر چلینگے نہ خدا کی سنینگے نہ رسول کی اس لیئے اُنکا دین اور دین کا ادب خیالی ہی اور رسمی نہ حقیقی ہی اور شرعی *

راقم

مہدی علی

بمقام علیگڈہ —— مطبع علیگڈہ انسٹیٹیوٹ میں چھپا اور حافظ
محمد عبدالرزاق اہتمام سے شایع ہوا